امانت رکھوانے والے کا انتقال ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0440

تاریخ اجراء: 17 ربیع الثانی 1446ھ / 21 اکتوبر 2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میری بڑی بہن کی عمر 58 سال تھی، انہوں نے میرے پاس 2 لاکھ روپے اور 1 زیور بطورِ امانت رکھوایا تھا تاکہ جب ان کی بیٹیوں کی شادی ہو، تو وہ اس کو استعمال کر سکیں، پھر اچانک ہارٹ اٹیک کے سبب ان کا انتقال ہو گیا، میں ان چیزوں کے متعلق ان سے کوئی بات نہ کر سکا، اب شریعت ان چیزوں کے متعلق کیا حکم دیتی ہے؟ یعنی میں یہ دو لاکھ روپے اور زیور ان کے شوہر و بچوں کو دوں یا مرحومہ بہن کے نام پر صدقہ کر دوں؟ میری بہن پر کسی قسم کا کوئی قرضہ نہیں تھا، نہ ہی ابھی تک کسی نے کچھ مطالبہ کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں جب آپ کی بہن کا انتقال ہو چکا، تو اب ان کی امانت رکھوائی ہوئی رقم و زیور مالِ وراثت ہے، جو ان کے ورثاء کا حق ہے، لہٰذا جب ورثاء معلوم ہیں، تو آپ اس رقم و زیور کو صدقہ نہیں کر سکتے، بلکہ آپ پر یہ زیور و رقم ان کے ورثاء کو دے دینا لازم ہے۔

شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ مبسوط میں لکھتے ہیں: ”إذا غاب رب الوديعة، ولا يدرى: أحي هو أو ميت، فعليه أن يمسكها حتى يعلم بموته؛ لأنه التزم حفظها له، فعليه الوفاء بما التزم، بخلاف اللقطة فإن مالكها غير معلوم عنده، فبعد التعريف: التصدق بها طريق لا يصالها إليه، وهنا مالكها معلوم، فطريق إيصالها الحفظ إلى أن يحضر المالك، أو يتبين موته فيطلب وارثه ويدفعها إليه“ ترجمہ: جب ودیعت کا مالک غائب ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا، تو مودَع پر لازم ہے کہ اس کی ودیعت کی حفاظت کرے، یہاں تک کہ مالک کی موت کا علم ہو جائے، کیونکہ اس نے مالک کے لیے اس کی ودیعت کی حفاظت کرنے کا التزام کیا ہے، تو اس پر لازم ہے کہ جس کا اس نے التزام کیا ہے اس کو پورا کرے بر خلاف لقطہ کے کیونکہ لقطہ کا مالک

اس کے نزدیک نامعلوم ہے، تو تشہیر کے بعد لقطہ کو صدقہ کرنا ہی مالک تک اس کو پہنچانے کا واحد راستہ ہے، جبکہ یہاں مالک معلوم ہے، تو ودیعت کو مالک تک پہنچانے کا راستہ یہی ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے یہاں تک کہ خود مالک حاضر ہو جائے یا اس کی موت واضح ہو جائے، تو اس کے وارث کو ڈھونڈ کر وہ ودیعت اس کو سپرد کر دی جائے۔(المبسوط للسرخسی، ج11، ص130، دار المعرفه، بیروت)

فتاوی عالمگیری میں ہے:"غاب المودع ولا یدری حیاته ولا مماته یحفظها ابدا حتی یعلم بموته وورثته کذافی الوجیز للکردری ولا یتصدق بها بخلاف اللقطة، کذافي الفتاوی العتابية وإذا مات رب الوديعة فالوارث خصم في طلب الوديعة، کذافي المبسوط.فان مات ولم یکن علیه دین مستغرق یرد علی الورثة، کذافی الوجیز للکردری"ترجمہ: امانت رکھوانے والا غائب ہو گیا اور اس کی زندگی و موت کا معلوم نہیں، تو مودع امانت کی حفاظت کرے گا، حتی کہ اس کی موت اور وارثوں کا علم ہو جائے، ایسا ہی وجیز کردری میں ہے اور امانت کو صدقہ نہیں کر سکتا برخلاف لقطہ کے، ایسا ہی فتاوی عتابیہ میں ہے اور جب ودیعت کا مالک مر جائے تو وارث ودیعت کا مطالبہ کرنے میں خصم ہے، جیسا کہ مبسوط میں ہے، تو اگر مالک مر گیا اور اس پر دین مستغرق نہیں تھا، تو امانت اس کے ورثا کے حوالے کر دے۔(الفتاوی الهندية، ج4، ص354، دار الفکر، بیروت)

اسی طرح مجلۃ الاحکام کی شرح درر الحکام میں ہے:"تعطی الودیعة عند وفاة المودع لوارثه او لوصیه و للوارث ان یطلب الودیعة من المستودع وان یدعی بها لان الوارث قائم مقام المورث۔۔لا یجوز اعطاؤها لمن لم یکن وارثا"ترجمہ: امانت رکھوانے والے کی وفات کے بعد امانت اس کے وارث یا اس کے وصی کو دی جائے گی اور وارث کو یہ حق حاصل ہے کہ جس کے پاس امانت رکھی ہو اس سے امانت کا مطالبہ کرے اور اس کا دعوی کرے، کیونکہ وارث مورث کے قائم مقام ہے اور جو وارث نہ ہو ودیعت اس کو دینا جائز نہیں۔(درر الحکام شرح مجلة الاحکام، المادة802، ج2، صفحه310، در الکتب العلمية، بیروت)

بہار شریعت میں ہے:"جب موت کا علم ہو جائے اور ورثہ بھی معلوم ہیں، ورثہ کو دے دے، معلوم نہ ہونے کی صورت میں ودیعت کو صدقہ نہیں کر سکتا۔۔ودیعت رکھنے والا مر گیا اور اس پر دین مستغرق نہ ہو تو ودیعت ورثہ کو دے دے۔"(بہارِ شریعت، ج3، ح14، صفحه38، مکتبة المدينه، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net